آیاتہا ۲۲ — سورۃ البروج مکیۃ ۸۵ — رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز میں سورۃ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ (الطارق:1) پڑھتے تھے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ وہ عشاء کی نماز میں سماوات یعنی وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ (الطارق:1) اور وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھا کریں۔(3)

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد، دارمی، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ (الطارق:1) اور وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھتے تھے۔(4)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم ان کے ساتھ عشاء کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (اللیل:1) اور وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھا کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 326، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 327

4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب القراءۃ فی الظہر والعصر، جلد 2، صفحہ 193 (307)، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿۱۱﴾

''قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حاضر ہونے والے دن کی اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوں گے۔ مارے گئے کھائی کھودنے والے۔ (جس میں) آگ تھی بڑے ایندھن والی۔ جب وہ اس (کے کنارہ) پر بیٹھے تھے۔ اور وہ جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور نہیں ناپسند کیا تھا انہوں نے مسلمانوں سے بجز اس کے کہ وہ ایمان لائے تھے اللہ پر جو سب پر غالب، سب خوبیوں سراہا ہے۔ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ بے شک جن لوگوں نے ایذا دی مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔ اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے''۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَلْبُرُوْجِ سے مراد آسمان میں موجود محلات ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے تحت کہا کرتے تھے: قسم ہے آسمان کی جو محلات والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْبُرُوْجِ سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں (یعنی قسم ہے آسمان کی جو بڑے بڑے ستاروں والا ہے)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ سے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: بروج سے مراد ستارے ہیں (یعنی قسم ہے آسمان کی جو ستاروں والا ہے) اور آپ ﷺ سے الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا (الفرقان: 61) کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا اس میں بھی بروج سے مراد ستارے ہیں۔ کہا گیا: بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء: 78) کا کیا مفہوم ہے؟ تو فرمایا: یہاں مراد محل ہیں (یعنی مضبوط اور پختہ محلات)۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آسمان کے بروج سے مراد اس کے ستارے ہیں۔

الیوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ سے مراد دو عظیم دن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایام دنیا میں سے عظمت وشان عطا فرمائی ہے۔ اور ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہد سے مراد قیامت کا دن ہے اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ کا دن) ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 411 (62-61-3560)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے تحت ارشاد فرمایا کہ آسمان کو خوبصورت اور عمدہ تخلیق کے ساتھ مضبوط کیا گیا اور پھر ستاروں کو (اس میں گاڑ کر اسے) مضبوط کیا گیا اور وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے اور فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد جمعۃ المبارک کا دن اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَاتِ الْبُرُوْجِ سے مراد ستاروں والا ہے۔ یعنی قسم ہے ستاروں والے آسمان کی۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد ابن آدم (انسان) اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد ربانی: وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کے بارے قول نقل کیا ہے کہ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد یوم قیامت ہے۔ شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ ہے۔ اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ ہے اور وہی حج اکبر ہے۔ پس جمعہ کا دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے عید کا دن بنا دیا ہے۔ اور تمام مخلوق پر اس کے ذریعہ انہیں فضیلت عطا فرمائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سید الایام ہے۔ اس میں کیے جانے والے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی محبوب اور پسندیدہ ہیں اور اس میں ایک ساعت ہے۔ جس میں جو بندہ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس خیر اور بھلائی کی بھی التجاء کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ قیامت کا دن ہے اور الیوم المشھود عرفہ کا دن ہے اور شاہد جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ کسی ایسے دن پر نہ سورج طلوع ہوتا ہے اور نہ غروب جو کہ اس دن (یوم جمعہ) سے افضل ہو۔ اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں کوئی بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر اور نیکی کی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے حق میں قبول فرما لیتا ہے اور جس شے سے بھی پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور پناہ عطا فرما دیتا ہے۔(2)

حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ شَاهِدٍ سے مراد یوم عرفہ اور یوم جمعہ ہے اور مَشْهُوْدٍ ہی الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے، شَاهِدٍ سے مراد جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ مَشْهُوْدٍ سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ یوم جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ذلیل و خوار کر دیا ہے۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 60-156، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 159
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 564 (3915)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

الصلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ سے اسے مرسل روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح موقوف روایت بیان کی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سید الایام جمعہ کا دن ہے۔ اور شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ عرفہ کا دن ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو کیونکہ یہی دن یوم مَشْهُوْدٍ ہے، فرشتے اس دن میں حاضر ہوتے ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے ان سے وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ کے بارے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے یہ سوال کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی سوال کیا ہے اور ان دونوں نے فرمایا ہے: اس سے مراد یوم الذبح اور یوم الجمعہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ شَاهِدٍ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا (الاحزاب) وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ (النحل: 89) اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر یہ آیات پڑھیں: ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (ہود)(5)

امام طبرانی نے الاوسط میں، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور شَاهِدٍ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں: ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (ہود)(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شَاهِدٍ اللہ تعالیٰ ہے اور مَشْهُوْدٍ یوم قیامت ہے۔(7)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 286، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 161
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 412 (3564)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 159
6۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 287 (11482)، دار الفکر بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 161

marfat.com
Marfat.com

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **شَاهِدٍ** وہ ہے جو انسان پر اس کے عمل کے بارے شہادت دے گا۔ اور **مَشْهُوْدٍ** یوم قیامت ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن نجی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود (کھائی والوں) کے نبی حبشی تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود حبشہ کے رہنے والے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود نبطی تھے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے لوگ تھے جنہوں نے زمین میں کھائیاں کھودیں۔ پھر اس میں آگ جلائی۔ پھر ان کھائیوں پر مردوں اور عورتوں کو کھڑا کیا اور انہیں آگ میں ڈال دیا۔ (3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ **الْاُخْدُوْدِ** سے مراد نجران میں وہ کھائیاں ہیں جن میں وہ لوگوں کو عذاب دیتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نفیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کھائیاں تبع کے زمانہ میں تھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے **قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جنہوں نے زمین میں کھائیاں کھودیں۔ پھر ان میں آگ جلائی۔ پھر اہل اسلام کو لے کر آئے اور کہا: تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرو اور ہمارے دین کی اتباع کرو۔ ورنہ ہم تمہیں اس آگ میں پھینک دیں گے۔ لیکن انہوں نے آگ کو کفر پر ترجیح دی اور پسند کیا۔ چنانچہ انہیں آگ میں پھینک دیا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے **قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ** کے بارے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہ یمن کے آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ ان میں سے مومن اور کفار آپس میں لڑ پڑے۔ پھر مومن کفار پر غالب آ گئے۔ پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے عہد و پیان لے لیے۔ کہ کوئی بھی نہ وعدہ خلافی کرے گا نہ معاہدہ کو توڑے گا۔ لیکن کفار نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور انہیں پکڑ لیا۔ پھر مومنین میں سے ایک آدمی نے کہا کیا تمہارے لیے کوئی خیر اور نیکی ہے تم آگ جلاؤ گے۔ پھر تم ہمیں اس پر پیش کرو گے۔ پس جو کوئی تمہارے دین پر تم سے بیعت اور عہد و پیان کر لے گا۔ تو وہی تم چاہتے ہو۔ اور جو نہیں کرے گا وہ آگ میں کود جائے گا۔ تو تم اس سے راحت اور سکون پا جاؤ گے۔ سو انہوں نے ان کے لیے آگ بھڑکائی اور انہیں اس پر پیش

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 412 (3563)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 161، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 162

marfat.com

Marfat.com

کیا۔ تو وہ اس میں کودنے لگے یہاں تک کہ ایک بڑھیا باقی رہ گئی۔ گویا اس نے تھوڑی سی دیر کی۔ تو اس کی گود میں شیرخوار بچے نے کہا: تو جلدی کر دیر نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے تمہیں خبر دیتے ہوئے اور ان کے بارے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ یعنی یہ مومنین کے بارے ہے۔ اور وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یعنی وہ کفار (جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ میں مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جلایا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ جن لوگوں نے عذاب دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک ظالم اور جابر حکمران تھا۔ اس نے زمین میں کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی۔ پھر مومنین کو ان پر پیش کیا۔ پس جس کسی نے کفر میں اس کی اتباع کی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ اور جس نے انکار کیا تو اس نے اسے آگ میں پھینک دیا۔ پس وہ آگ میں ڈالتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک عورت کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ایک شیرخوار بچہ بھی تھا۔ تو اس عورت نے آگ میں کودنے سے تاخیر کی۔ تو اس بچے نے بول کر اسے کہا: اے اماں! آگ میں کود جا اور تاخیر نہ کر۔ چنانچہ اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ قسم بخدا! یہ آگ کا تو فقط ایک نقطہ تھا، وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچا دیئے گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب بھی اصحاب اخدود کا ذکر کرتا ہوں تو بالیقین اللہ تعالیٰ سے آزمائش کی مشقت سے پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن نجی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا۔ آپ کے پاس نجران کا ایک بشپ آیا۔ تو آپ نے اس سے اصحاب اخدود کے بارے پوچھا۔ تو اس نے ایک واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کے بارے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ حبشہ سے ایک نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (غافر:78) (اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا) پس اس نبی نے انہیں دعوت دی اور لوگوں نے اس کی اتباع قبول کی۔ پھر لوگوں کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا گیا۔ اور اسے پکڑ کر بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ پھر وہ رہا ہوا اور لوگ اس کے ساتھ پیار و محبت کرنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ پھر جنگ شروع ہو گئی اور وہ لوگ قتل کر دیئے گئے اور اسے پکڑ کر قید میں ڈال دیا گیا۔ ان لوگوں (کفار) نے زمین میں کھائیاں کھودیں اور ان میں آگ بھڑکا دی اور پھر لوگوں اس پر پیش کرنے لگے۔ پس جس کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

نے اس نبی علیہ السلام کی اتباع کی، اسے آگ میں پھینک دیا گیا اور جس نے ان (کفار) کی پیروی کی، اسے چھوڑ دیا گیا۔ آخر میں ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ بھی تھا۔ وہ عورت تھوڑا سا گھبرائی، خوفزدہ ہوئی، تو اس بچے نے کہا: اے میری ماں! کھائی کو بھر دے اور اس میں ذرا تردد نہ کر۔ پس وہ اس میں کود گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصحاب اخدود کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم میں ان کی مثل ہیں اور تم کسی قوم سے عاجز و کمزور نہیں ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجوسی (آتش پرست) اہل کتاب تھے۔ وہ اپنی کتاب کے ساتھ چمٹے پڑے تھے اور ان کے لیے شراب حلال تھی۔ پس ان کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے شراب پی اور وہ اس کی عقل پر غالب آگئی۔ پس اس حال میں اس نے اپنی بہن یا اپنی بیٹی کو پکڑا اور اس کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کرلیا۔ اور جب اس کا نشہ اترا تو بہت نادم اور شرمندہ ہوا اور اس نے اسے کہا: تیری ہلاکت اور بربادی ہو! تو نے یہ کیا کرلیا ہے؟ اور اس سے نکلنے کا ذریعہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اس سے نکلنے کا ذریعہ یہ ہے کہ تو لوگوں کو خطبہ دے اور کہے: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح حلال قرار دیا ہے۔ جب وہ اس حال میں لوگوں کے جائے گا۔ تو (کچھ مدت بعد) وہ لوگ اس کے خطبہ کو بھول جائیں گے۔ تو پھر تو اسے حرام قرار دے دینا۔ تو وہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ اور کہا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہنوں یا بیٹیوں کے ساتھ نکاح حلال قرار دیئے ہیں۔ تو لوگوں کی ایک جماعت نے کہا: معاذ اللہ! ہم اس کے ساتھ ایمان لائیں یا اس کا اقرار کریں۔ یہاں تک کہ نبی یہ پیغام لے کر ہمارے پاس آئے یا ہم پر کسی کتاب میں یہ حکم نازل ہو۔ پس پھر وہ اپنی بیوی کی طرف لوٹا اور کہا: تیری ہلاکت ہو! لوگوں نے تو میرا یہ حکم ماننے سے انکار کردیا ہے۔ اس نے کہا: جب انہوں نے انکار کیا ہے تو ان پر کوڑے برسا۔ پس اس نے ان میں کوڑا برسانا شروع کردیا۔ لیکن لوگوں نے اس اقرار سے بھی انکار ہی کیا۔ پھر وہ اس کی طرف لوٹ کر آیا اور کہا: میں نے ان میں کوڑا بھی برسایا ہے۔ لیکن انہوں نے میرے حکم ماننے سے انکار کردیا ہے۔ تو اس نے یہ مشورہ دیا، تو ان میں تلوار چلا (یعنی انہیں قتل کردے)۔ پس اس نے تلوار بھی چلائی لیکن لوگوں نے اقرار سے انکار ہی کیا۔ پھر اس نے مشورہ دیا: ان کے لیے کھائیاں کھود۔ پھر ان میں آگ جلادے۔ پس جو تیری پیروی کرے اسے چھوڑ دے۔ چنانچہ اس نے کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی اور اپنی رعایا کو اس پر پیش کیا۔ پس جس کسی نے انکار کیا اسے آگ میں پھینک دیا۔ اور جس نے انکار نہیں کیا اسے چھوڑ دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اصحاب اخدود کا ذکر

marfat.com
Marfat.com

کرتے تھے تو آزمائش وابتلاء کی مشقت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، مسلم، نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت صہیب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عصر کی نماز پڑھی تو آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ تو آپ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ بے شک جب آپ نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے۔ انہوں نے امت کے ساتھ اظہار فخر کیا اور کہا: کون ان کے مقابلہ میں کھڑا ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ آپ انہیں اختیار دے دیں یا انہیں سزا دی جائے گی یا پھر ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا جائے گا۔ پس انہوں نے اپنے لیے سزا اور عذاب کو اختیار کرلیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کردی اور ایک دن میں ان کے ستر ہزار افراد فوت ہوگئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان ہوتی ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک کاہن تھا جو اسے خبریں دیتا رہتا تھا۔ تو اس کاہن نے اسے کہا: میرے لیے ایک سمجھدار بچہ تلاش کرو۔ یا کہا: ایک ذہین اور تیز فہم بچہ میرے پاس لے آؤ تا کہ میں اسے اپنا یہ علم سکھادوں۔ کیونکہ مجھے یہ خوف لاحق ہونے لگا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور یہ علم تم سے منقطع ہو جائے گا اور اسے جاننے والا تم میں کوئی نہیں ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اس کاہن کے لیے مذکورہ اوصاف کا حامل بچہ تلاش کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کاہن کے پاس حاضر ہوا کرے اور اس کے پاس آتا جاتا رہے۔ چنانچہ وہ بچہ اس کے پاس آنے جانے لگا۔ اس بچے کے راستے میں ایک راہب بھی اپنے گرجے میں رہتا تھا۔ وہ بچہ جب بھی وہاں سے گزرتا تھا تو اس راہب سے بھی کچھ پوچھتا رہتا تھا۔ پس یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ راہب نے اسے بتایا اور کہا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ پس وہ بچہ اس راہب کے پاس ٹھہرنے لگا اور کاہن کے پاس جانے میں دیر کرنے لگا۔ چنانچہ کاہن نے بچے کے گھر والوں کی طرف پیغام بھیجا کہ قریب ہی یہ بچہ میرے پاس حاضر نہیں ہوگا۔ تو بچے نے اس کے بارے راہب کو خبر دی۔ تو راہب نے اسے کہا: جب کاہن تجھ سے کہے تو کہاں تھا؟ تو اسے کہا: کہ اپنے گھر والوں کے پاس تھا۔ اور جب گھر والے تجھے کہیں تو کہاں تھا؟ تو کہنا: کاہن کے پاس تھا۔ وہ بچہ اسی کیفیت میں تھا کہ ایک دن اس کا گزر کثیر لوگوں کی ایک جماعت کے پاس ہوا جنہیں ایک جانور نے روک رکھا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ شیر تھا۔ پس اس بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! جو کچھ راہب کہتا ہے اگر وہ حق ہے تو میں تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ تو اس جانور کو ہلاک کردے۔ اور اگر وہ حق ہے جو کچھ کاہن کہتا ہے تو پھر اسے ہلاک نہ کر۔ پھر اس نے وہ پتھر مارا اور اس جانور کو ہلاک کردیا۔ تو لوگوں نے پوچھا: اسے کس نے مارا ہے؟ تو ان لوگوں نے بتایا اس بچے نے۔ پس لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے کہا: یہ بچہ ایسا علم جانتا ہے جو کوئی اور نہیں جانتا۔ پس اندھے نے یہ سنا۔ تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے کہا: اگر تو میری بصارت واپس لوٹا دے تو تیرے لیے اتنا اور اتنا ہوگا۔ تو اس بچے نے کہا۔ میں تجھ سے اس طرح کی کوئی خواہش نہیں کروں گا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ اگر تیری بصارت واپس لوٹ آئے تو کیا تو اس کے ساتھ ایمان لے آئے گا جو اسے واپس لوٹانے والا ہے۔ اس نے جواب دیا: ہاں۔ چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بصارت عطا فرمادی۔ پس وہ نابینا ایمان لے آیا۔ پھر ان کی خبر بادشاہ

marfat.com

Marfat.com

تک پہنچی اور اس نے انہیں بلا بھیجا۔ چنانچہ انہیں اس کے پاس لایا گیا۔ تو بادشاہ نے کہا: میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ہی بار قتل کر دوں گا۔ لیکن اس کے ساتھ میں اس علم کو جاننے والے کو قتل نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے راہب اور اس آدمی کے بارے جو اندھا تھا حکم دیا۔ اور ان میں سے ایک کے سر پر آرا رکھ دیا گیا اور اسے قتل کر دیا۔ اور دوسرے کو دوسرے طریقہ سے قتل کر دیا۔ پھر اس بچے کے بارے فیصلہ دیا اور کہا: اسے فلاں پہاڑ کی فلاں جگہ پر لے جاؤ۔ اور وہاں سے اسے سر کے بل پھینک دو۔ چنانچہ وہ اسے اس پہاڑ پر لے گئے۔ جب اس معین جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے وہ اسے گرانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو وہ مسلسل اس پہاڑ سے گرنے لگے اور لڑھکنے لگے یہاں تک کہ اس بچے کے سوا کوئی بھی زندہ باقی نہ رہا۔ پھر وہ بچہ لوٹ کر آ گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ اسے سمندر کی طرف لے چلیں اور اس میں اسے پھینک دیں۔ چنانچہ بچے کو سمندر کی طرف لے جایا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو غرق کر دیا جو اس کے ساتھ تھے۔ اسے محفوظ رکھا۔ پھر اس بچے نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا۔ مگر اس طرح کہ تو مجھے سولی دے اور یہ کہہ کر میرے اوپر تیر پھینکے "بسم الله رب الغلام" (اللہ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے)۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کا حکم دے دیا، اسے سولی دی گئی۔ پھر اس نے بچے کو تیر مارا اور یہی الفاظ زبان سے کہے "بسم الله رب الغلام" پس اس بچے نے اپنا ہاتھ اس وقت اپنی کنپٹی پر رکھا جب اس نے تیر پھینکا۔ پھر مر گیا۔ تو لوگوں نے کہا: تحقیق اس بچے نے ایسا علم حاصل کیا، جو کسی اور نے حاصل نہیں کیا۔ بلاشبہ ہم اس بچے کے رب کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ کو بتایا گیا۔ تین نے میری مخالفت کی تھی تو تو گھبرا گیا تھا۔ اب یہ سارا عالم تیرے خلاف ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اس نے کھائیاں کھدوائیں۔ پھر ان میں لکڑیاں ڈالی گئیں اور آگ جلائی گئی۔ پھر لوگوں کو جمع کیا اور کہا: جو اپنے دین سے رجوع کرے گا ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ اور جس نے دین سے رجوع نہ کیا۔ ہم اسے اس آگ میں پھینک دیں گے۔ پس اس نے انہیں ان کھائیوں میں پھینکنا شروع کر دیا۔ پس کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ پس رہا بچہ تو اسے دفن کر دیا گیا، پھر اسے نکالا گیا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نکالا گیا۔ تو اس کی انگلی اسی طرح کنپٹی پر تھی جیسا کہ قتل کے وقت اس نے رکھی تھی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ ساحر عمر رسیدہ ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں اور قریب الموت ہوں۔ لہٰذا تو ایک بچہ میرے حوالے کر دے۔ میں اسے سحر سکھا دوں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک بچہ اس کے سپرد کیا اور وہ اسے سحر کی تعلیم دینے لگا۔ ساحر اور بادشاہ کے درمیان ایک راہب بھی رہتا تھا۔ پس وہ بچہ اس راہب کے پاس آیا اور اس کا کلام سنا۔ تو اس نے اس راہب اور اس کے کلام کو زیادہ پسند کیا۔ پھر جب وہ ساحر کے پاس آیا تو اس نے اسے سزا دی اور کہا تجھے کس نے روکے رکھا ہے؟ اور پھر جب وہ اپنے گھر کی طرف آیا، تو راستے میں راہب کے پاس

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 413 (3568)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

بیٹھ گیا اور آنے میں دیر کر دی۔ چنانچہ جب وہ گھر پہنچا تو انہوں نے پیٹا اور کہا: تجھے کس نے روکے رکھا ہے؟ تو بچے نے اس کی شکایت راہب کے پاس کی۔ تو اس نے اسے کہا: جب ساحر تجھے مارنے کا ارادہ کرے تو تو کہہ دیا کر: میرے گھر والوں نے مجھے روکے رکھا ہے۔ اور جب گھر والے سزا دینے کا ارادہ کریں تو کہہ دیا کر مجھے ساحر نے روک لیا تھا۔ پس صورت حال اسی طرح تھی کہ ایک دن وہ انتہائی خوفناک بڑے جانور کے پاس آیا، اس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا۔ اور وہ اس سے آگے گزرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ پس اس بچے نے کہا: آج مجھے معلوم ہو جائے گا کہ راہب کا امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے یا ساحر کا امر۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! اگر راہب کا حکم تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور ساحر کے امر سے زیادہ باعث رضامندی ہے، تو تو اس جانور کو قتل کر دے تاکہ لوگ گزر جائیں۔ پھر اسے نے وہ پتھر پھینکا اور اسے قتل کر دیا۔ اور لوگ گزر گئے۔ پھر اس نے راہب کو اس کے بارے بتایا تو اس نے کہا: اے بیٹے! تو مجھ سے افضل ہے۔ اور بلاشبہ تجھے آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ پس اگر تجھے ابتلاء میں ڈالا جائے۔ تو میرے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ وہ بچہ، بہروں، برص کے مریضوں اور دیگر تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا اور لوگوں کو شفایاب کرتا تھا۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا تھا۔ اس نے جب اس کے بارے سنا تو وہ بہت سے تحائف اور ہدایا لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہا: مجھے شفا عطا کر دے تو جو کچھ میں نے یہاں جمع کیا ہے سب تیرا ہے۔ تو بچے نے جواب دیا میں خود کسی کو شفا نہیں دیتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتا ہے۔ پس اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ تجھے شفا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ ایمان لے آیا۔ تو اس بچے نے اس کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نیا سے شفا عطا فرما دی۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے قریب وہاں آ کر بیٹھ گیا جو وہ بیٹھا کرتا تھا۔ تو بادشاہ نے اس سے پوچھا: اے فلاں! تیری بصارت تجھے کس نے لوٹا دی ہے؟ اس نے جواب دیا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میں نے؟ اس نے جواب دیا: نہیں بادشاہ نے پوچھا: کیا تیرا میرے بغیر بھی کوئی رب ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ پس بادشاہ اسے مسلسل اذیتیں اور سزا دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے بچے کے بارے میں بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے اس بچے کو بلا بھیجا اور پوچھا: اے بچے! تیرے جادو کی خبر مجھ تک پہنچی ہے۔ کیا تو بہروں، برص کے مریضوں اور دیگر بیماریوں کا شافی علاج کرتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا، نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور شفا دے سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میں؟ اس نے جواب دیا: نہیں، پھر بادشاہ نے کہا: کیا تیرا میرے سوا بھی کوئی رب ہے؟ بچے نے کہا: ہاں میرا اور تیرا رب صرف اللہ ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے بھی اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ پس وہ اسے مسلسل عذاب دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے کے بارے بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے اسے کہا: تو اپنے دین سے رجوع کر لے۔ تو راہب نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے آرا اس کے سر میں رکھا۔ یہاں تک کہ وہ دو حصوں میں کٹ کر زمین پر جا گرا۔ پھر اس نے اس بچے سے کہا: تو اپنے دین سے رجوع کر لے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ تو بادشاہ نے اسے ایک جماعت کے ساتھ فلاں پہاڑ کی فلاں جگہ کی طرف بھیج دیا اور کہا: جب تم اس کی چوٹی پر پہنچو اگر یہ اپنے دین سے رجوع کر لے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اسے اوپر سے نیچے گرا دو۔ چنانچہ وہ اسے لے گئے۔ جب وہ اسے لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو اس نے دعا مانگی: اے

marfat.com

Marfat.com

اللہ! تو انہیں میری طرف سے کافی ہوجا اس طرح جیسے تو چاہے۔ چنانچہ پہاڑ لرزنے لگا اور وہ سب کے سب گر پڑے۔ اور بچہ تلاش کرتے کرتے آ گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ تو اس نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ میری جانب سے انہیں کافی ہوا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں مار دیا ہے)۔ پھر بادشاہ نے اسے ایک جماعت کے ہمراہ ایک لمبی کشتی میں بھیج دیا اور ساتھ کہہ دیا: جب تم اسے سمندر کی گہرائی میں لیجاؤ اگر یہ اپنے دین سے رجوع کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے غرق کر دینا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر گہرے سمندر میں پہنچے۔ تو بچے نے دعا مانگی: اے اللہ! جیسے تو چاہے انہیں میری طرف سے کافی ہوجا۔ چنانچہ وہ سب کے سب غرق ہو گئے اور بچہ تلاش کرتے کرتے آ گیا اور بادشاہ کے پاس جا داخل ہوا۔ تو بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا میرا اللہ انہیں کافی ہوا۔ پھر اس نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تو وہ کرے جو میں تجھے کہوں۔ پس اگر تو وہ کرے گا جس کے بارے میں نے تجھے حکم دیا تو تو مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہوگا۔ ورنہ تو ہرگز مجھے قتل کرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔ بادشاہ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے۔ پھر تو مجھے ایک خشک تنے پر سولی دے اور میرے ترکش سے تیر لے۔ پھر یہ کہے "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ" بے شک جب تو اس طرح کرے گا تو تو مجھے قتل کر دے گا۔ چنانچہ اس نے اس طرح کیا اور تیر قوس کے چلے میں رکھا اور پھر پھینکا۔ اور کہا "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ" پس وہ تیر اس کی کنپٹی پر جا لگا اور بچے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے کی جگہ پر رکھا اور مر گیا۔ تو لوگوں نے کہا: ہم اس بچے کے رب کے ساتھ ایمان لائے۔ تو بادشاہ سے کہا گیا: تیرا کیا خیال ہے تو ڈر رہا تھا۔ قسم بخدا! یہ تمام کے تمام لوگ تیرے خلاف اتر آئے ہیں۔ چنانچہ اس نے تنگ مونہوں والے کنوؤں کے بارے حکم دیا۔ چنانچہ وہاں کھائیاں کھود دی گئیں۔ پھر ان میں آگ بھڑکا دی گئی۔ اور اس نے کہا: جو اپنے دین سے رجوع کر لے اسے چھوڑ دینا ورنہ انہیں ان کھائیوں میں ڈال دو۔ پس وہ ان میں باہم جنگ لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے کہ ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ آئی۔ وہ آگ میں کودنے سے تھوڑا سا خوفزدہ ہوئی۔ تو بچے نے کہا "يَا أُمَّهْ اِصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ" (اے میری ماں! تو صبر کر بلاشبہ تو ہی حق پر ہے)۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ ﴿۱۳﴾ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾ وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

"بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ بے شک وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہی بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔ عرش کا مالک ہے، بڑی شان والا۔ کرتا ہے جو کچھ چاہتا

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر۔ (یعنی) فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی۔ بلکہ یہ کفار جھٹلانے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے۔ ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے"۔

امام ابن منذر، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ یہ اس بات پر قسم ہے کہ آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ کے ضمن میں کہا ہے کہ یہاں تک قسم ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ فرمایا: بے شک وہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ وہ اپنی اطاعت پر اسے بہت پسند کرتا ہے جو بھی اس کی اطاعت کرے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ کا مفہوم یہ ہے کہ وہی پہلے عذاب لانے والا ہے اور وہی اسے دوبارہ لائے گا۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسین بن واقد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ کے تحت انہوں نے کہا: اور وہی مومنین کو بخشنے والا ہے اور اپنے اولیاء کے ساتھ بہت محبت کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْوَدُوْدُ کا معنی ہے بہت محبت کرنے والا ہے۔ اور ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ کے تحت فرمایا: وہ صاحب عرش ہے کریم ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: بے شک وہ لوح محفوظ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی میں ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔(4)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ سے مراد ام الکتاب ہے۔

ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ لوح الذکر ایک لوح ہے جس میں ذکر (قرآن مجید) ہے اور لوح نور کی ہے اور (اس کی طوالت) تین سو سال کی مسافت کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ایسی لوح میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وہ (قرآن) ایسی لوح میں ہے جو محفوظ ہے یعنی مومنین کے سینوں میں ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 564 (3916)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 169 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 171

marfat.com

Marfat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قرآن ایک لوح میں لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہی ام الکتاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں سند جید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پیدا فرمایا اور (اس کی لمبائی) ایک سو سال کی مسافت کی مثل تھی۔ پھر اس نے قلم کو مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تو میری مخلوق کے بارے میں میرا علم لکھ دے۔ پس اس نے قیامت تک ہونے والا سب کچھ لکھ دیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں، بیہقی نے الشعب میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حلال تسلی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی لوح سبز زبرجد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عرش کے نیچے رکھا ہے۔ اور اس میں لکھا ہے۔ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا (طٰہٰ:14) بلاشبہ میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی الہ نہیں۔ میں نے تین سو دس سے کچھ زائد (قسموں کی) مخلوق پیدا فرمائی ان میں سے جس مخلوق نے بھی یہ شہادت دی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وہ جنت میں داخل ہوگی۔(1)

امام عبد بن حمید نے مسند میں اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رحمٰن تبارک وتعالیٰ کے سامنے ایک لوح ہے جس میں تین سو پندرہ شریعتیں ہیں۔ وہ رحمٰن فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی میرے پاس آئے گا وہ میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا اور تم میں سے کوئی ایک اس میں سے ہوگی تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک انتہائی خوبصورت لوح ہے۔ اس کا ایک جانب یاقوت کی ہے اور دوسری سبز زبرجد کی ہے، اس کا قلم نور کا ہے، اس میں وہ پیدا کرتا ہے، اس میں وہ رزق دیتا ہے، اس میں وہ زندہ کرتا ہے، اس میں وہ مارتا ہے، اس میں عزت اور غلبہ دیتا ہے اور اس میں وہ جو چاہتا ہے ہر دن اور رات میں کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک سفید موتی سے لوح پیدا کی ہے۔ اس کی دونوں طرفیں سبز زبرجد کی ہیں۔ اس کی کتابت نور سے ہے۔ وہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اس کی طرف دیکھتا ہے، زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، پیدا کرتا ہے، عزت دیتا ہے، ذلت دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الدعاء والمسئلۃ، جلد 6، صفحہ 365 (8547)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 554 (1309)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com